السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(کیا قرآن پاک اورحدیث شریف دونوں کا ماننا ضروری ہے۔ یا قرآن پاکافی ہے۔ جونسا شق اختیار کیا جائے۔ مدلل قرآنیہ سے ہے۔ یعنی دلیل قرآن پاک کی آیت ہواور بس (محمد سلیم ازپٹنہ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

دونوں کا ماننا ضروری ہے۔۔۔ قرآن کی آیت سے۔ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ 51

حدیث کی شرعی حیثیت

از جناب امین افغانی صاحب

آپ ﷺ کے بابرکت زمانے سے لے کر پچھلی صدی تک کے تمام مسلمان اس بات پر متفق رہے ہیں۔ کہ قرآن پاک کے بعد احادیث نبوی ﷺ مسلمانوں کے لئے رشد وہدایت کا منبع اوخیر وبرکت کا سرچشمہ ہیں۔ لیکن جہاں اس صدی میں بعض لوگوں نے مذہب کے دوسرے مسائل کو ملیا میٹ کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہاں ایک گروہ اس قسم کا بھی پید ہوا ہے۔ جس نے اعلان کیا ہے۔ کے احادیث نبوی کو مذہبی حیثیت سے کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ اس لئے کہ خود قرآن کریم ہر مزہبی امر کو کافی وضاحت سے بیان کرتا ہے۔ اوروہ مسلمانوں کی رہنمائی کرنے میں کسی معاون کسی مددگار ار شریک کا محتاج نہیں۔ یہ زعم فاسدان لوگوں کے دلوودماغ پر اس طرح مسلط ہوچکا ہے کہ ان کے نزدیک احادیث پر عمل کرنا اور آپ ﷺ کے بتائے ہوئے دستور العمل پر چلنا راہ حق سے بھٹک جانے اور اسلام کی روشن تعلیمات سے دور پڑ جانے کے مترادف ہے۔ یہی وہ جہ ہے کہ وہ کھلے بندوں احادیث نبویہ کی تردید کرتے اور ہر ناجائز طریقے سے اس بات کی کوشش کرتے ہیں۔ کے مسلمانوں کے ہاتھ سے آپ ﷺ کا دامن چھڑالیں۔

وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر انھوں نے اس قلع کر سر کرلیا۔ تو پھر مسلمان من مانی تاویلوں کے گورکھ دھندے میں پھنس کر قرآن مجید کو خود بخود چھوڑ بیٹھیں گے۔ اور ایک دفعہ پھر ہندوستان کی زمین توحید کے نور سے خالی ہوجائے گی۔ اور مادر وطن کے یہ سپوت متحدہ قومیت کے خواب کی تعبیر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ 32

انکار حدیث کی اصل وجہ

میں نے اس فرقہ کے زمہ دار حضرات سے اس بارہ میں گفتگو کی ہے۔ اور گھنٹوں ان کے ساتھ بیٹھ کر یہ سمجھنے کی کوشش کرتا رہا ہوں۔ کہ ان لوگوں کا نظریہ کیا ہے۔ اور چاہتے کیا ہیں۔ اصل بات جو میں نے سمھی ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ مذہبی پابندیوں اور شرعی قیود سے تنگ آگئے ہیں۔ اور ان احکام کو ماننے کے لئے تیار نہیں جو بہ تفصیل تمام احادیث میں مذکور ہیں۔ اس لئے چاہتے ہیں کہ کس طرح اسلام کی چلتی گاڑی ایک پہیہ (احادیث) توڑ دیں۔ دوسرا پہیہ خود بخود بیکار ہوجائے گا۔ اور اپنے منصوبے میں کامیاب ہو کر کس قدر آزادی سے زندگی بسر کریں گے۔ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ

ایک مبصر کی رائے

ایک دفعہ میں ایک کیمرج کے مشہور فاضل سے گفتگو کر رہا تھا۔ مرزا صاحب کی نبوت کا تزکرہ شروع ہوا تو اس فاضل نے کہا کہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے مرزا صاحب کا مقصد دراصل یہ تھا کہ وہ خود نبی بن کر نبوت کی اہمیت لوگوں کی نظروں میں گھٹا دیں۔ اسی طرح خود بخود مذہب کی اہمیت گھٹ جائے گی۔ اور فلسفیانہ مذاہب (دہریت۔ زندقہ) کے لئے رستہ کھل جائے گا۔ لیکن مرزا صاحب نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جو راستہ اختیار کیا وہ عاقبت اندیشی پر مبنی نہیں تھا۔ اس لئے ان کو کامیابی نہیں ہوئی۔ مسلمانوں نے فوراان کو جماعت سے الگ کر دیا۔ اوراس ک متعبین ایک حقیر سی اقلیت بن کر رہ گئے۔ ہاں صاحب (امام اہل قرآن) نے نفسیات کے اس مسئلے پر اچھی طرح غور کیا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ کہ جماعت کے عقائد دی میں اور تدریجی طور پر بہلتے ہیں۔ اس لئے جب انھوں نے دیکھا ہے کہ اب لوگ فقیر کی بندش سے تقریبا آزاد ہوگئے ہیں۔ تو انھوں نے احادیث پر نقطہ چینی شروع کردی ہے۔ اور جب کچھ دنوں میں یہ مرحلہ بھی طے ہوجائے گا۔ تو وہ جمع تدوین قرآن میں رخنے نکالنے شروع کردیں گے۔ اور جب تک لوگوں کو اس عیاری کا پتہ نہ چلے گا۔ وہ عوام اونئے تعلیم یافتہ طبقہ کے دل و دماغ کو اتنا معصوم کر چکے ہوں گے۔ کہ اس کا تدارک کسی سے بھی نہ ہوسکے گا۔ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ 9

جماعت اہل قرآن.

ناظرین غالبا ی سمجھتے ہوں گے کہ اہل قرآن کسی خاص جماعت کا نام ہے۔ جن کا مذہبی نظریہ ایک ہے۔ اور وہ کسی خاص عقیدے کو ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ پہلے میرا بھی یہ خیال تھا۔ لیکن معلوم ہوا کہ

حقیقت ایسی نہیں ہے۔ ان میں کا ہر ایک شخص خود امام اور مجتہد ہے۔ اس کو کسی دوسرے کی تقلید کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تقلید نام ہے پابندی کا اور اس پابندی سے بھاگنے کے لئے تو یہ کھیل سارا کھیلا گیا ہے۔ اس لئے یہ لوگ ایک دوسرے کی بھی نہیں سنتے۔ ہر شخص قرآن کو جس طرح سمجھتا ہے اسی طرح عمل کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کوئی خاص جماعت نہیں ہے۔ تَحۡسَبُهُمۡ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمۡ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمۡ قَوۡمٞ لَّا يَعۡقِلُونَ
١٤

انکار حدیث

یہی وجہ ہے کہ انکار حدیث ک بارے میں بھی ان کا نظریہ ایک نہیں ہے۔ بعض تو سرے سے ہی حدیث کو قابل استدلال ہی نہیں سمجھتے۔ بعض صرف اس کو تاریخی حیثیت دیتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اصولا حدیث سے مذہبی مسائل کے بارے میں استناد درست ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ احادیث کی تدوین بہت بعد میں ہوئی ہے۔ اس لئے ہم کسی حدیث کے متعلق وثوق سے نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ آپ ﷺ کی فرمودہ ہے۔ گویا وہ لوگ چند ایک ضعیف یا موضوع روایتوں کی وجہ سے احادیث کے تمام ذخیرے کو نظر انداز کرتے ہیں۔۔ كَبُرَتۡ كَلِمَةٗ تَخۡرُجُ مِنۡ أَفۡوَٰهِهِمۡ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبٗا ٥

اگر ہم ان میں سے ہر ایک نظریہ کی الگ الگ تردید شروع کردیں۔ تو بحث لمبی ہو جائے گی۔ اور غالبا اس کا یہ تیجہ بھی کچھ نہیں نکلے گا۔ اس لئے ہم زیل میں ان لوگوں کے باہمی اختلافات سے قطع نظر کرکے صرف عام مسلمانوں کے فائدے کے لئے حدیث کی مذہبی حیثیت کو پیش کرتے ہیں۔

ضرورت حدیث از روئے قرآن

1۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ جو حضرت جبرئیل کی وساطت سے آپ ﷺ پر تیئس سال کے عرصے میں نازل ہوئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا اس کتاب کے متعلق آپ ﷺ کی حیثیت صرف ایک چھٹی رساں کی تھی۔ جس کا کام مکتوب کے مضمون سے واقفیت حاصل کیے بغیر اس کو مکتوب الیہ تک پہنچانا ہوتا ہے۔ یا یہ کتاب آپ ﷺ پر اس لئے نازل ہوئی تھی کہ آپ ﷺ اسے دوسروں کو سنائیں۔ پڑھائیں۔ اور سمجھائیں۔ ظاہر ہے کہ آپ عامل قرآن ہونے کے ساتھ معلم قرآن بھی تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔۔ لَقَدۡ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَى ٱلۡمُؤۡمِنِينَ إِذۡ بَعَثَ فِيهِمۡ رَسُولٗا مِّنۡ أَنفُسِهِمۡ يَتۡلُواْ عَلَيۡهِمۡ ءَايَٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ وَٱلۡحِكۡمَةَ

ترجمہ۔ بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے بڑا ہی احسان کیا جو ان میں ان ہی کی قوم کا ایک رسول بھیجا وہ ان کو خدا کی آیتیں سناتا ہے۔ اور ان کو پاک کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب اور علم سکھاتا ہے۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ'' آپ ﷺ کا منصب یہ ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ کی نازل کی ہوئی آیتیں سنائیں۔ اور ان کو قرآن کی باقاعدہ تعلیم دیتے وقت آپ یقینا آیات کی تشریح اور توضیح کے لئے اپنی طرف سے کچھ ارشاد فرمائیں گے۔ کسی مجمل آیت کی تفصیل بیان فرمائیں گے۔ کسی عام حکم کی تخصیص کریں گے کسی مطلق کی تقلید کریں گے۔ کسی عمل کا مفصل طریقہ بتائیں گے۔ اور وہ ارشادات فہم قرآن کے لئے نہایت ضروری اور لازمی ہوں گے۔ آپ ﷺ کے انہی ارشادات کو ہم حدیث کہتے ہیں۔ اور ان کو اسی وجہ سے مذہب کا دوسرا رکن سمجھتے ہیں۔ کہ ان کے ذریعے قرآن کریم کی مختصر آیتوں کی تفسیر ہوتی ہے۔ اور مسلمان زید و عمر کی من گھڑت تاویلوں سے بچ کر آپ ﷺ کے دامن سے وابستہ رہتے ہیں۔ (تنبیہ) یاد رہے کہ جو شخص اس آیت پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آپ ﷺ کو معلم قرآن تسلیم کرتا ہے۔ وہ کسی طرح احادیث کی مذہبی اہمیت کا انکار نہیں کرسکتا۔

2۔ اس امر پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ کہ ہمارا تعلق آپ ﷺ کے ساتھ اس قدر نہیں ہے۔ کہ آپ ﷺ حامل قرآن تھے۔ بلکہ اگر ہم مسلمان کامل بننا چاہیں تو ہمیں اپنی دنیوی زندگی کے ہر شعبہ میں آپ ﷺ کی پیروی کرنی پڑے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسۡوَةٌ حَسَنَةٞ لِّمَن كَانَ يَرۡجُواْ ٱللَّهَ وَٱلۡيَوۡمَ ٱلۡأٓخِرَ وَذَكَرَ ٱللَّهَ كَثِيرٗا ٢١ سورۃ الأحزاب

اس آیت میں اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ اخلاق بطرز معاشرت ملکی معاملات اور قلبی اعمال وغیرہ سب میں آپ ﷺ کے اقوال و اعمال کی پیروی کریں۔ آپ ﷺ کے اقوال و اعمال کا یہ بیش بہا ذخیرہ مسلمانوں کو کہاں سے ملے گا۔؟ آپ کی زندگی کے مفصل حالات کہاں سے دستیاب ہوں گے۔ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ کتب حدیث سے اس لئے ہم کہتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کی اس آیت پر ایمان لانے والے لوگ مجبور ہیں۔ کہ احادیث نبویہ ﷺ پر عمل کریں۔ اور ان کو مشعل راہ بنا کر منزل مقصود تک رسائی حاصل کریں۔

3۔ قرآن کریم ایک جامع کتاب ہے۔ اور اپنی جامعیت کی وجہ سے تشریح اور توضیح طلب ہے وہ توضیح آپ ﷺ فرمائیں یا کوئی اور مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن توضیح اور بیان کا محتاج ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی ایک آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ إِنَّ عَلَيۡنَا جَمۡعَهُۥ وَقُرۡءَانَهُۥ ١٧ فَإِذَا قَرَأۡنَٰهُ فَٱتَّبِعۡ قُرۡءَانَهُۥ ١٨ ثُمَّ إِنَّ عَلَيۡنَا بَيَانَهُۥ ١٩ سورۃ القیامۃ ''ترجمہ۔ (اے نبی ﷺ) تم قرآن پڑھنے میں اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ تاکہ اسے جلدی یاد کرلو۔ بے شک اس کا یاد کرادینا اور اس کا پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ پھر جب ہم اس کو پڑھ چکیں تو تم اس کے پڑھنے کی پیروی کرو۔ پھر اس کا واضح کرنا ہمارے زمہ ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی قراءت۔ جمع۔ تدوین۔ اور بیان کا خود ذمہ لیا ہے۔ اگر اس ذمہ داری کا ظہور اس طرح ہوا کہ قرآن کریم کی قراءت اور تدوین آپ ﷺ نے فرمائی تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے مطالب کا بیان کون کرے گا۔ کیا اس کام کے لئے ہمیں کسی اور کے در پر دستک دینی پڑے گی۔ اگر نہیں تو ماننا پڑے گا۔ کہ فہم قرآن کو بیان نبویہ ﷺ کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ معلم اور مبین تھے۔ اور آپ نے جو قرآن کے رموز بیان کیے ہیں۔ وہ سب کتب حدیث میں موجود ہے۔ وَأَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُونَ ٤٤ سورۃ النحل

قرآن کریم نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے۔ کہ آپ ﷺ کی پیروی کریں۔ اور اسی پیروی کو حب الہی اور نجات کی نشانی قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡ ٣١ سورۃ آل عمران

''ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ اللہ تم سے خوش ہو اور تمہارے گناہ معاف کردے۔''

کیا منکرین حدیث یہ بتا سکتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ کے اقوال و افعال سے انکار کرنے کے بعد بھی اپ کی پیروی کی جاسکتی ہے۔ اور کیا اتباع کے معنی یہ ہیں۔ کہ آپ کی ہر بات اور آپ کا ہر عمل متروک قرار دیا جائے۔

خلاصہ

قرآن کریم میں اس قسم کی آیتیں بہت کافی ہیں۔ جن میں مسلمانوں کو اطاعت رسول ﷺ کا حکم دی اگیا ہے۔ اوران کے ساتھ یہ تخصیص نہیں ہے کہ اطاعت رسول ﷺ سے یہ مراد فقط اس پر نازل شدہ آسمانی کتاب کو ماننا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں نے ہر زمانہ میں حدیث وسنت کی مذہبی قدر وقیمت کو محسوس کر کے ان کی خدمت کی ہے۔ اور مسلمانوں کو ایک روشن اور سیدھے راستے پر ڈال کر منصب وراثت نبوت کا حق ادا کیا ہے۔ اور آپ ﷺ کے زمانے سے لے کر اس صدی تک باوجود یہ کہ مسلمان بہت سے فرقوں میں منقسم ہوچکے ہیں۔ لیکن اسناد حدیث سے کسی نے بھی انکار نہیں کیا ہے۔ تمام علماء اور صلحا مجتہدین۔ آئمہ۔ تابعین اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین برابر قرآن کریم کے بعد احادیث نبویہ سے استدلال کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ کسی سنی کسی شعیہ کسی خارجی۔ کسی ناصبی۔ کسی ظاہری۔ کسی باطنی نے کبھی حدیث کے حجت شرعی ہونے کا انکار نہیں کیا ہے اور جن اسلاف کے متعلق یہ پروپیگنڈہ کیا جارہاہے۔ کہ وہ حدیث کو حجت شرعی نہیں مانتے تھے۔ یہ صرف ان لوگوں کا دھوکہ ہے۔ ورنہ حدیث صحیحہ کا حجت شرعی ہونا ایک ایسا واضح مسئلہ ہے۔ جس پر تمام دنیائے اسلام کا ہمیشہ اجماع رہاہے۔

حدیث اور امت اسلامیہ

اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کے اس تیرہ سو سال کے اندر تمام دنیا میں جتنے بھی مسلمان گزرے ہیں۔ وہسب کے سب حدیث اور سنت کو حجت اور سند مانتے رہے اور وہ ہمیشہ قرآن مجید کی تعلیمات کو احادیث کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اب اگر ان چند متفرق الخیال آدمیوں کی بات صحیح مان لی جائے اور کہا جائے کہ مسلمانوں نے حدیث کو حجت شرعی سمجھ کر غلطی کی ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ آپ ﷺ کے زمانے سے لے کر اب تک جتنے مسلمان ہوگزرے ہیں۔ انھوں نے اسلام کو قطعا نہیں سمجھا ہے۔ بلکہ انہوں نے نعوذ باللہ اسلام میں تحریف کی ہے۔ کیونکہ انھوں نے ایک غیر متعلقہ امر کو مذہب کا جزو بنا کر وہ گناہ کیا ہے۔ جس کا ارتکاب امم سابقہ میں احبار یہود کیا کرتے تھے۔ دین کو نہ سمجھنے یا دین میں تحریف کرنے کا یہ اعتراض اگر ما و مشائک محدود رہتا تو چنداں معیوب بات نہیں تھی۔ لیکن یہ اعتراض تو اتنا ہمہ گیر ہے۔ کہ اس کی زد میں وہ بزرگ بھی آجاتے ہیں۔ جو قرآن مجید کے اول مخاطب آپ ﷺ کے درس کے تربیت یافتہ اور بلاواسطہ آپ کے شاگرد تھے کیونکہ وہ حضرات برابر حدیث کو حجت شرعی مانتے اور ہمیشہ اس سے استدلال کیا کرتے تھے۔ پس اگر وہ سب اس گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور کسی ایک کو راہ حق معلوم کرنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی ہے۔ تو ہم اس گناہ کو کارثواب سمجھتے ہیں۔

انکار حدیث اور اسلام

اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ اگر حدیث کو شرعی حجت سمجھ کر تمام دنیا کے مسلمان ہمیشہ سے غلطی کرتے چلے آئے ہیں۔ تو کیا اس کے معنی یہ نہ ہوں گے۔ کے نبی کریم اپنے مشن میں سخت ناکار رہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اور آپ جس اسلام کو دنیا کے سامنے پش کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اس کو تیرہ سو سال تک کسی ایک انسان نے بھی سمجھا یہاں تک کہ اسلام کا نور ایک ہندوستانی کے دل میں جلوہ گر ہوا۔ اور اس نے قرآن کے رموز واسرار لوگوں پر ظاہر کر کے ان کو شرک اور تحریف کے گناہوں سے بچا کر راہ حق پر ڈالا۔

انکار حدیث اور قرآن

1۔ ظاہر ہے کہ قرآن مجید توریت کی طرح بیک وقت نازل نہیں ہوا بلکہ 23 سال کے عرصہ میں موقع اور ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا کبھی ایک واقعہ پش آجاتا۔ تو اس کے متعلق اللہ کی طرفسے ایک قطعی حکم نازل ہوجاتا۔ کبھی کوئی شخص آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا تو اس کا جواب حضرت جبرئیل لے آتے۔ سو جب تک اس واقعہ کو مفصل طور پر نہ سمجھا جائے۔ یا اس سوال کو پش نظر نہ رکھا جائے۔ قرآن کریم کا حکم ہرگز نہیں سمجھا جاسکتا۔ اس لئے قرآن کی متعلقہ آیت ان واقعات یا سوالات کے بارے میں افسر اعلیٰ کے آخری فیصلے کی طرح ہوتی ہے۔ جس کا سمجھنا مقدمہ مذکورہ کی ساری مثل کو سمجھنے پر موقوف ہوتا ہے۔ اس واقعہ اور سوال کی تفصیل احادیث ہی سے مل سکتی ہے۔ اس لئے فہم قرآن کے لئے احادیث کو پش نظر رکھنا ناگزیر ہے۔

2۔ کبھی قرآن مجید ایک کام کا حکم دیتا ہے۔ لیکن اس کے کرنے کا طریقہ نہیں بتاتا مثلا ارشاد ہوتا ہے: وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا الزَّكَوٰةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ٤٣ سورۃ البقرۃ "نماز پڑھو۔ اور زکواۃ دو"

لیکن یہ نہیں بتاتا کہ نماز کس طرح پڑھنی چاہیے۔ اس کے اوقات کیا ہیں۔ شرائط کیا ہیں۔ اور ذکواہ کن لوگوں سے اور کس حساب سے وصول ہونی چاہیے۔ یہ تمام تفصیلات کتب حدیث میں ملتی ہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے فرائض میں سے ایک بہت بڑا فرض قرآن مجید کی تشریح اور توضیح کرنا تھا۔ جو آپ نے بطریق احسن انجام دیا ہے۔ پس جب تک احادیث کو پش نظر نہ رکھا جائے۔ صرف ڈکشنری (لغات) کی مدد سے قرآن مجید کا مطلب سمجھا نہیں جاسکتا۔

3۔ کبھی قرآن مجید میں ایک لفظ آجاتا ہے۔ جس کے معنی متعین کرنے کے لئے حدیث کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلا قرآن نے خمر کو حرام قرار دیا ہے۔ لیکن یہ نہیں بتایا ہے کہ خمر کسے کہتے ہیں۔ اور اس کی کتنی مقدار حرام ہے۔ یہ تمام تفصیلات حدیث سے مل سکتی ہیں۔

4۔ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب وہ نہیں ہے۔ جس پر وہ نازل ہوا تھا۔ اس لئے جب اس میں ایک مسئلہ کے متعلق دو مختلف حکم دکھائی دیں تو اس وقت یہ سمجھنے کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ کہ ان میں سے کونسی آیت پہلے اور کون سی بعد میں نازل ہوئی ہے۔ اور جب تک یہ معلوم نہ کیا جائے قرآن مجید سے مسئلہ نہیں نکالا جاسکتا اور اس کا اصل مطلب سمجھا نہیں جاسکتا۔ اس لئے بھی فہم قرآن کے لئے حدیث کی سخت ضرورت ہے۔

5۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام نے دنیا کے سامنے ایک نظام اخلاق ایک نظام معاشرت ایک نظام سیاست اور ایک نظام فکر پش کیا ہے۔ اور اس طرح پش کیا ہے۔ کہ تمام مذہب دنیا آج تک اسی سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اس "نظام اسلام" کی تفصیل یقینا قرآن مجید سے دستیاب نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اسلامی تہذیب اسلامی تمدن اور اسلامی روح کو باقی رکھنے کے لئے حدیث کو ماننا اور ان کو قرآنی تعلیمات کا جزو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔

ایک عرض

ہمارے بعض بھائی اصولا حدیث کو حجت مانتے ہیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ حدیث میں بعض ایسی باتیں ہیں۔ جو خلاف قرآن۔ خلاف عقل۔ اور خلاف تجربہ ہیں۔ اس لئے ہم حدیث کو حجت شرعی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ان کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ واقعی بعض خود غرض اور نفس پرست لوگوں نے آپ ﷺ کے نام سے غلط باتیں مشہور کی ہیں۔ لیکن علماء نے احادیث کی چھان بین کر کے ایسی باتوں کو بالکل غلط اور خلاف تعلیمات اسلام قرار

دیا ہے۔ اورانہوں نے احادیث کر پرکھنے کے لیۓ صحیح سند کے علاوہ دوسرے اصول وضوابط بھی بتائے ہیں۔ جن کی روشنی میں یہ مشکل حل ہوسکتی ہے۔ اس لیۓ ان کو مایوس نہیں ہونا چاہییے۔ اوراس چھوٹے سے دھبے کے لیۓ سارے کپڑے کو آگ نہیں دکھانی چاہییے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد01ص278-287

محدث فتویٰ